سلسلۂ اشاعت 191

نجات دہندۂ امت۔۔۔۔۔ حسینؑ

مصنف

آیۃ اللہ العظمیٰ سید العلماء سید علی نقی نقوی طاب ثراہ

ناشر

ڈیجیٹل لائبریری آف نور ہدایت فاؤنڈیشن

امام باڑہ غفران مآبؒ، مولانا کلب حسین روڈ، چوک، لکھنؤ ۲۲۶۰۰۳ (یوپی) انڈیا



سید المفسرین صدر المحققین سید العلماء آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی نقی نقویؒ

ابن ممتاز العلماء آیۃ اللہ سید ابوالحسن نقویؒ

ولادت ۲۶ رجب ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء

وفات یکم شوال ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۸ مئی ۱۹۸۸ء

نام کتاب : نجات دہندۂ امت۔۔۔۔۔حسینؑ

مصنف : مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی وآیۃ اللہ العظمیٰ سید العلماء مولانا سید علی نقی نقوی طاب ثراہ

تاریخ وسنہ اشاعت (آنلائن) ۷/ جنوری ۲۰۲۰ء

ناشر : ڈیجیٹل لائبریری آف نور ہدایت فاؤنڈیشن

مدیر : سید مصطفیٰ حسین نقوی اسیفؔ جائسی

نائبین مدیر: بنت زہرا نقوی ندیؔ الہندی

سید قائم مہدی نقوی تذہیبؔ نگروری

فیروز علی کوپا گنج مئو (تزئین کار)

عظمت علی مبارکپوری

امام باڑہ غفران مآبؒ، مولانا کلب حسین روڈ،

چوک، لکھنؤ ۲۲۶۰۰۳ (یوپی) انڈیا

عرض نور

علم وادب کی دنیا میں 'ماہنامہ' کی اپنی ابلاغی اہمیت ہوتی ہے۔ یہ 'جلد بازی کے ادب' صحافت میں ایک حد تک استقامت کا رنگ بھر کر اسے علمی وادبی متانت کا قابل توجہ بنا دیتا ہے اور 'کتابی' انداز کی پذیرائی اور یادگاری کے قریب تر کر دیتا ہے۔ کچھ یہی وجہ ہے کہ آج کے ترقی یافتہ دور میں علمی وسائنسی تحقیقی مجلوں میں ماہنامہ کا غلبہ قائم ہے۔ ایسے مجلّے عموماً اختصاصی ہو گئے ہیں اور اپنے معیار ومقدار کے لحاظ سے بڑے معتبر وموقر ہو چکے ہیں۔

دینی وملی ماہنامہ جو بنیادی طور پر اختصاصی ہوتے ہیں، ان کی بھی اپنی روایت رہی ہے اور اپنا خاص مقام۔ اردو زبان میں برصغیر ہند میں ایسے ماہناموں کی تاریخ قدیم بھی ہے اور درخشاں بھی۔

ماہنامہ 'شعاع عمل' ایسے ماہناموں کی صف میں شامل ہونے والا نسبتاً تازہ اضافہ ہے۔ پھر بھی یہ اپنی اشاعت کی 'صدی' برسوں پہلے مکمل کر چکا ہے اور 'دوسرے عشرہ' کی تکمیل کی طرف اپنے استقلال کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔ اس 'کم عمری' میں اپنے نمود اور بلوغ نظر کے جھنڈے گاڑ چکا ہے۔ ساتھ ہی کئی جہات سے اپنے امتیازات اور خصوصیات ثبت کر چکا ہے۔ 'شعاع عمل' میں ابتدا سے معیاری علمی وتحقیقی مشمولات کے ساتھ 'یادگاری' کا عنصر نمایاں رہا ہے۔ علم وقلم کی نوابغ روزگار ہستیوں کی یادگار زمانہ مضامین کے ساتھ اس کا ہر شمارہ یادگار اور قابل قدر رہا اور مقبول عوام وخواص بھی۔ اسی یادگاری کے عنصر کے پیش نظر اس کے مطبوعہ ومطبوع عام معیاری مضامین کو ایک ایک کر کے سرِدست نور ہدایت فاؤنڈیشن کی آن لائن ڈیجیٹل لائبریری سے سالکانِ راہ تحقیق کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔

زیرِ نظر پیش کش بھی مذکورۂ بالا سلسلہ کی ۱۹۱ ویں کڑی ہے جس کا موضوع ''نجات دہندۂ امت ۔۔۔۔حسینؑ'' ہے ۔اور جس کے مصنف آیۃ اللہ العظمیٰ سید العلماء مولانا سید علی نقی نقوی طاب ثراہ ہیں ۔

امید ہے، ہمارے اہل ذوق ونظر قارئین کرام ہماری اس پیش کش کو بھی شرف قبولیت اور ہمیں اپنے مفید آرا سے سے نوازیں گے۔

سید مصطفیٰ حسین نقوی اسیفؔ جائسی
دبیر مؤسسۂ نور ہدایت، لکھنؤ

❁❁❁

نجات دہندۂ امت۔۔۔۔۔حسینؑ

آپ کی عظیم قربانی شریعتِ اسلامیہ کا احیاء ہے

سید العلماء مولانا سید علی نقی نقوی صاحب قبلہ طاب ثراہ

رسولؐ کی آنکھیں بند ہونا تھیں کہ اسلام پر مصائب کا ہجوم ہوگیا۔اس کے روحانی خصوصیات اور اصلی خط وخال بگاڑے جانے لگے۔اسکے احکام میں تغیر وتبدل اور اس کے رسوم وقوانین میں کانٹ چھانٹ کی جانے لگی۔حقیقی جانشین رسول کہ جو ان کے تعلیمات کا عملی نمونہ اور مکمل نقشہ تھا وہ گمنامی وانزداء کے پردۂ غیبت میں مستور ہونے پر مجبور ہوا۔اور کارفرمایان تختِ اسلامی نے مصالح وقت اور سیاستِ حاضرہ کی علمبرداری اختیار کر کے اسلام نہیں بلکہ مسلمانوں کے ظاہری جاہ وحشم کی فراوانی کو مقدم قرار دیا۔یہ سب کچھ ہوا لیکن قانون اسلامی کا ظاہری احترام اور شریعت کی رسمی پابندی اور احکام شریعہ کا پاس ولحاظ انتہائی سختی کے ساتھ جاری تھا اور اس لئے ان اشخاص کے لئے جو اسلامی تعلیمات سے صحیح طور پر اثر پزیر ہوں۔ان پر مذہب ہی پر قائم رہنے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔نیز پابندیٔ شریعت کے بلند بانگ دعویٰ سے فائدہ اٹھا کر حقیقی رہنمائے اسلام کو پردہ ہی پردہ میں رہ کر ذمہ داران سلطنت سے مفادِ اسلامی کے تحفظ اور احکام شرعیہ کے اجرا کرانے کا بھی موقع مل جایا کرتا تھا۔جس کے نظائر وامثال سے تاریخ کے اوراق مملو ہیں کہ کس طرح بیشمار مواقع پر امیر المومنینؑ نے غلطیوں پر متنبہ کیا، جاتی ہوئی جانوں کو بچایا اور مظلوموں کی امداد کی اور پامال ہوتے ہوئے احکام شریعت کی

حفاظت میں کامیاب ہوئے۔

یہ نتیجہ کس بات کا تھا، صرف اس کا کہ اسلامی تختِ حکومت کی جانب سے اسلامی شریعت کی پابندی طرہ امتیاز اور سرمایۂ افتخار سمجھی جاتی تھی اور اس کی کھلم کھلا مخالفت آئین قانون کے تحت میں جائز قرار نہ دے دی گئی تھی۔ عام افراد امت سے بھی شریعت کی پابندی قانونی حیثیت سے لازم تھی۔ بلکہ سلطنت کا قانون شرع ہی کے نام سے رائج تھا۔ اگر چہ پردہ پردہ میں اسکے اندر تراش خراش کر دی گئی ہو۔

بیشک یہ صورتِ حال ایسی تھی کہ جس کی بدولت دنیا میں اسلام اور اس کی شریعت کا نام باقی رہے اور چاہے اس کا اصلی جواہر روحانیت مفقود ہو جائے لیکن اس کے نقش سے صفحۂ ہستی سادہ نہ ہونے پائے۔ لیکن افسوس ہے کہ یہ صورت بھی باقی نہیں رہی۔ زمانہ کی افتاد نظام تدریج کی پابند ہے اور ہر چیز ابتدا میں کم اور انتہا میں زیادہ ہوتی ہے۔ روز وشب کی آمد و رفت اور زمانہ کا امتداد سابق کے ہر نقش کو زیادہ مدہم کرتا جاتا ہے اور شورش انگیزی و مفسدہ خیزی کی آگ کو ہوا دیتا ہے۔ بیشک اسلامی آئینہ پر اگر اس دور میں صرف غبار آیا تھا۔ تو کچھ عرصے کے بعد وہ غبار جم گیا اور تیسرے دور میں اس نے زنگ کی صورت اختیار کی اور آئینہ کے صفا و ضیا کو مفقود ہی کر دیا۔

اس زمانہ میں مخالفت شریعت کی آگ اگر سلگی تھی تو پھر وہ دہکی اور آخر میں شعلہ اٹھنے لگے۔ اسلامی مملکت میں بنی امیہ کا دور دورہ ہوا اور رسولؐ اسلام کا سرمایۂ زندگی ان خون کے پیاسے دشمنوں تک پہونچایا کہ جو اپنے اقتدار و طاقت کے آخری رمق حیات تک اسی سرمایہ کے تباہ کرنے کے لئے جنگ کرتے رہے تھے۔ اور آخر تمام قوتیں ختم ہو جانے کے بعد بیکس و بے بس ہو کر سر تسلیم خم کیا تھا۔ اب آج حالات کی دستیاری اور قسمت کی یاوری نے انہی کو اس سرمایہ کا نگراں و متولی بلکہ مالک و خداوند بنا دیا ہے۔ پس پھر کیا تھا۔ وہ

تلواریں کہ جو بدر واحد وخندق میں کھینچ کر کند ثابت ہوئی تھیں اور آخر ناکام ہو کر فتح مکہ میں ایک طویل عرصہ تک کے لئے ہزاروں مجبوریوں کے ساتھ نیام میں چلی گئی تھیں۔

اب دوسرے لباس میں نیام سے باہر نکل آئیں اور بیدردی سے احکام اسلامی کا گلا کاٹا جانے لگا۔اس وقت پردہ تھا اور نہ کوئی حجاب،علانیہ شریعت کی مخالفت ہوتی تھی اور اس پر ناز تھا۔اسلام کو پامال کیا جاتا تھا۔اور اس پر فخر تھا۔اسلامی رہنماؤں کی زبانوں پر پہرے بیٹھے تھے اور دہنوں میں قفل لگے ہوئے تھے۔اور اگر وہ ان تمام موانع کے باوجود رہنمائی کے فرض کو انجام دیتے بھی تو بیکار اس لئے کہ دوسری طرف والوں پر قفل تھے۔

بے ساز وسامان ہدایت،مظلومی و بے بسی کے ساتھ ہدایت،حجاب خفا میں مخفی رہ کر ہدایت،جس کا سلسلہ پہلے دور میں جس کا حوالہ سابق میں گذر چکا،جاری تھا۔وہ اس زمانہ میں ناممکن تھی اس لئے کہ اب تو احکام شریعت کا زبانی بھی پاس ولحاظ نہ تھا بلکہ اسلام وشریعت اسلام کی مخالفت میں طاقت واقتدار کا مظاہرہ تھا:

''اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ''

''عوام کے خلاق وحالات پر بالادست طاقتوں کا بجلی کی روک سے زیادہ تیز اثر پڑتا ہے''۔

حکام وقت کے احکام مذہب سے مخالفت بلکہ اعلان جنگ کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ تمام عالم اسلامی میں مذہب کی طرف سے بے توجہی اور احکام مذہبی میں تساہل و بے اعتنائی اور معارف صحیحہ سے بے خبری و بے تعلقی کا دور دورہ ہو جائے۔اور مسلمان اسلام سے ہزاروں اور لاکھوں کوس دور جا پڑیں۔جسکا لازمی نتیجہ ہلاکت ابدی ہے اور چونکہ اخلاف اسلاف کے قدم بقدم ہوتے ہیں۔خشت اول کے کج ہو جانے کے بعد ستارہ ثریا تک دیوار کج ہی ہو جائے گی۔اس لئے ایک عصر میں اسلام کی فنا اور افراد اسلام کی ہلاکت قیامت تک

کے لئے امت رسالت مآب کی ہلاکت کے مترادف ہے۔اس کے معنی یہ ہیں کہ اس زمانہ میں اسلام کی حیات وموت کا سوال درپیش تھا اور امت اسلامیہ کے افراد کی قیامت تک کے لئے ہلاکت کا مرقع سامنے آگیا تھا اور امت محمدیہ تیزی کے ساتھ آتش جہنم کی طرف قدم بڑھاتی تھی۔بے شک ضرورت تھی اس وقت ایک نجات دہندہ کی،ایک ایسے شخص کو جو امت رسولؐ کو آتش جہنم سے چھٹکارہ دے اور ہلاکت کے خوفناک سمندر میں غرق ہونے سے بچالے۔

اس ضرورت کا احساس کیا حقیقی رہنمائے اسلام حسینؑ ابن علیؑ نے،حسینؑ اس بات کا بیڑا اٹھا کر اٹھے کہ جان جائے مگر امتِ رسولؐ کو عذاب الٰہی سے نجات دیدوں۔اسلام کو زندہ کروں اور مسلمانوں کو ہلاکتِ ابدی سے بچاؤں۔

انہوں نے اس مقصد کے لئے دنیا کے عظیم ترین مصائب کو برداشت کر کے کربلا کے دل دوز مرقع کو اپنے اور اپنے اعزا واقارب کے خون سے ہمیشہ کے لئے رنگین کر دیا اور تاریخ عالم کے ورق کو اپنی مظلومیت کے تذکرہ سے قیامت تک کو مرقع ماتم بنا گئے۔

انہوں نے یہ سب کس کے لئے کیا،ہمارے لئے،لیکن کن معنی سے؟اس معنی سے کہ وہ اپنی اس عظیم قربانی کے ذریعہ سے شریعت اسلامیہ کا احیاء کر رہے تھے اور احکام شریعت کی تجدید ظلم واستبداد کی طاقتوں کو جو اسلام کی مٹانے والی تھی فنا کر رہے تھے اور احساسات اسلامی کو بیدار اور اس طرح وہ ہمیشہ کے لئے ایک قوم کی تشکیل کر رہے تھے۔یعنی حیات ثانیہ دے رہے تھے کہ جو نجات کی مستحق اور جنت میں جانے کے لائق ہو اور شریعت اسلامیہ کی پابند اور احکام مذہبی کی نگہداشت کا باعث،حقیقی طور پر امت مرحومہ کہنے کے قابل ہو۔اسی اعتبار سے حسینؑ نجات دہندۂ امت تھے اور اسی معنیٰ سے یہ کہنا صحیح ہے کہ وہ ہمارے لئے شہید ہوئے ان کا مقصد یہ تھا کہ افراد اسلام سچے معنی میں مسلمان اور تعلیمات اسلام کا مکمل آئینہ اور پابندیٔ احکام شریعت اور اطاعت الٰہی کا نمونہ بن جائیں۔ان کے نجات دہندہ ہونے کا کوئی ایسا مفہوم قرار دینا درست نہیں جو ان کے مقصد کو پامال کر دے اور

افرادِ ملت میں پابندیِ احکامِ شریعت کے جذبہ کو فنا کی حد تک پہونچائے۔

NAJAAT DAHINDA E UMMAT HUSAIN (A.S)

BY

AYATULLAHIL UZMA SAYYIDUL ULAMAA
MAUALANA SAYYID ALI NAQI NAQAVI TABA SARAH

PUBLISHER
DIGITAL LIBRARY OF NOOR-E-HIDAYAT FOUNDATION
IMAM BARA GHUFRAAN MA'AB, MAULANA KALBE HUSAIN ROAD, CHOWK,
LUCKNOW,226003(UP)INDIA
PHONE-0522-2252230,08736009814
EMAIL:noorehidayat@gmail.com
WEBSITE:www.noorehidayatfoundation.org